تربیت اولاد

محمد رمضان یوسف سلفی
فیصل آباد

تربیت اولاد، والدین کی اہم ذمہ داری ہے اسے حسن و خوبی سے ادا کرنا چاہئے۔ بہت سے والدین اس سلسلے میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور پھر انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے بچے کی اچھی تعلیم وتربیت والدین کی نیک نامی کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ والدین کو اپنی اولاد کے اخلاق و کردار کی درستی میں پوری توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ قران حکیم میں فرمایا گیا ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ (تحریم:٦)

اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے اسی صورت میں بچایا جاسکتا ہے۔ کہ ان کی صحیح دینی تعلیم وتربیت کی جائے۔ خود بھی اور اہل خانہ سے بھی نیکی کے کام کروائے جائیں۔ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی احکامات پر ان سے عمل کرایا جائے اور مناہی و منکرات سے انہیں روکا جائے۔ نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

تم میں ہر شخص حاکم ہے اور اپنی رعایا کے بارے جواب دہ بھی۔ آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور عورت اپنے گھر اور اولاد پر حاکم ہے۔ پس تم سب لوگ حاکم ہو اور تم سب سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (صحیح بخاری ص ١٥٩)

قرآن کریم میں ایک مقام پر فرمایا:

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنۃ

اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ (آزمائش) ہیں۔ (انفال:٢٨)

آزمائش اس لئے کہ بسا اوقات انسان مال ودولت کی خاطر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور بیوی بچے بھی پیسے کی ریل پیل میں گم ہو کر دنیا کی رنگینی میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ناخلف اولاد شریف والدین کی جگ ہنسائی کا باعث بنتی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم

بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے ہوشیار رہو۔ (تغابن:١٤)

ان فرامین کو پیش نگاہ رکھ کر والدین کو اولاد کی تعلیم وتربیت میں گہری دلچسپی لینا چاہئے۔ بالخصوص ماں کا فرض زیادہ بنتا ہے کیونکہ ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے جہاں سے بچے کی تربیت کا آغاز ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ:

”گودیوں کے بنائے ہوئے کبھی نہیں بگڑتے اور پوتڑوں کے بگاڑے کبھی نہیں سنورتے“

انسان کے اچھے اور برے اخلاق کی بنیاد بچپن ہی سے پڑتی ہے۔ بچپن ہی میں بچے کی صحیح تربیت ہو جائے اور اسے تہذیب و اخلاق کے سانچے میں ڈھال دیا جائے تو وہ تادم زیست نیک رہے گا۔ عربی کا مقولہ ہے:

العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر

بچپن کی تعلیم ایسے ہوتی ہے جیسے پتھر پر نقش

اور ایک عربی کے شاعر نے کیا ہی خوب ترجمانی کی ہے کہ:

ارانی انس ما تعلمت فی الکبر
ولست بناس ما تعلمت فی الصغر

میں نے جو تعلیم بڑی عمر میں حاصل کی وہ بھول جاتا ہوں اور جو چھوٹی عمر میں سیکھا نہیں بھولا۔

اس حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے والدین پر لازم ہے کہ وہ حقوق الاولاد کا پورا خیال رکھیں۔ بچے کو شروع دن سے ہی توحید کا سبق ذہن نشین کرائیں سنت کی اہمیت کو اجاگر کر کے بچے کو اس پر عامل بنانے کی سعی کریں۔ سچ بولنے کی تلقین کریں اور جھوٹ سے نفرت دلائیں، امانت و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے واقعات سے بچے کی روحانی تربیت کریں۔ گھر کا ماحول پرسکون اور دینی ہونا چاہئے۔ بچوں کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ ماحول میں رہ کر اس کی تربیت کی جائے۔ بے جا ڈانٹ ڈپٹ سے گریز کیا جائے اور احسن انداز سے بچوں کی غلطیوں کی اصلاح کی جائے۔ تربیت اولاد کا اہتمام وقتی اور ہنگامی نہ ہو بلکہ ہمہ وقتی ہو۔ تفسیر ابن کثیر اور معالم التنزیل میں یہ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ایک بشارت دینے والے کے ہاتھ اپنا قمیص دے کر بھیجا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس انتہائی مسرت کے موقع

پر بھی اپنی اولاد کی دینی زندگی کے متعلق دریافت کیا اور قاصد سے پوچھا کیف ترکتہ یعنی تو نے اس کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ اس نے کہا ترکتہ ملک مصر میں نے اس کو مصر کا بادشاہ دیکھا ہے۔

فرمایا لا اسئلک عن ذالک بل اسالک علی ای دین ترکتہ،

میں اس کے متعلق نہیں دریافت کرتا بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی دینی زندگی کیسی ہے۔

یہ ہے وہ فکر جسے لائق والدین کو اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **ادب ابنک فانک مسئول عنه ماذا ادبته وما ذا علمته** (تحفۃ الوادود، ابن قیم ص ١٦٤)

تم اپنی اولاد کو اچھا ادب، اچھی تعلیم دو، کیونکہ بروز قیامت ہر باپ سے اولاد کے متعلق سوال ہوگا کہ تم نے اس کو اچھا ادب اور اچھی تعلیم سے آراستہ کیا تھا یا کہ نہیں؟

بسا اوقات والدین کی بے توجہی اور ناقص تربیت اچھے بھلے بچے کو ٹیڑی راہوں کا مسافر بنا دیتی ہے۔ ان حالات میں لاکھ کوشش کر لی جائے وہ بچہ نہیں سدھرتا۔ اس موقع پر والدین اولاد کی نالائقی کا شکوہ کرتے ہیں اور بچے کی بے راہ روی کا رونا روتے نظر آتے ہیں۔ اپنی تمام تر غلطیوں کا بار بچے پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ نہایت غیر دانشمندانہ حکمت عملی ہے۔ بچے کی بہترین تربیت کیلئے رزق حلال کے ساتھ پرسکون اور پاکیزہ ماحول بھی ضروری ہے۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ یہ میرا کہنا نہیں مانتا اور میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے بیٹے کو بلا کر سمجھایا اور باپ کے ساتھ وفادار رہنے کی تلقین کی۔ بیٹے نے کہا کہ باپ پر کچھ اولاد کا بھی حق ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین حقوق ہیں، ۱۔ باپ کا فرض ہے کہ امت محمدیہ میں ترقی کیلئے بہترین عورت سے شادی کرے۔ ۲۔ جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کا اچھا نام رکھے۔ ۳۔ بچے کو قرآن کی تعلیم دے۔ اب اس بیٹے نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ میرے باپ نے ان تینوں میں سے کوئی بھی حق ادا نہیں کیا۔ (۱) میری ماں ایک مجوسی وحبشی لونڈی ہے (۲) اس نے میرا نام کھٹل رکھا ہوا ہے (۳) اور اس نے مجھ کو قرآن کا ایک حرف بھی نہیں سکھایا۔

حضرت عمرؓ یہ سن کر اس باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو اپنے بیٹے کی نافرمانی کا شکوہ لے کر آیا ہے حالانکہ تو نے خود اس کا حق تلف کیا ہے اور اس کے برے سلوک سے پہلے خود تو نے اس کیساتھ برا سلوک کیا ہے (کنز العمّال) اس دور ظلمت میں اس طرح کتنے والدین ہیں کہ جو اولاد کے معاملے میں اس طرح کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ آج اگر اولاد بدتہذیبی کا شکار ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ آیئے اپنے بچوں کو دین کی طرف راغب کریں اور ان کی اسلامی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت اٹھا نہ رکھیں۔ قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اذا افصح اولادکم علموا لا اله الا الله

جب بچہ بولنے لگے تو اسے لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو اسے نماز کی تعلیم دو۔

ایک اور فرمان نبوی ہے:

مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع

جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور اگر دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو اور الگ الگ سلاؤ۔ (ابو دائود، جلد اول ص ۲۲۷)

ایک حدیث میں ہے کہ اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم

اپنی اولاد کو عزت سے رکھو اور ان کو اچھا ادب سکھاؤ (ابن ماجہ ۳/۲۸۵)

آقائے کائنات کا ایک فرمان یہ ہے:

لان يودب الرجل ولده خير من ان يتصدق بصاع

آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا اس بات سے بہتر ہے کہ ایک صاع صدقہ کرے (ترمذی جلد اول ص ۷۰۳)

ترمذی شریف میں ہی روایت ہے کہ **مانحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن** کسی باپ نے اولاد کو اچھے ادب سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں دیا۔

ایک موقع پر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اولاد کے حقوق والدین پر یہ ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کا بہتر نام رکھے اور جوانی پر اس کی شادی کر دے اور اسے قران کی تعلیم دلائے (کنز الاعمال ٦/٤٢٨)

تربیت اولاد کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اولاد کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے بعض والدین بیٹے کے ساتھ زیادہ محبت کرتے ہیں اور بیٹی کو نظر انداز کر دیتے ہیں جبکہ دیکھنے میں یہ چیز آئی ہے کہ بیٹوں کی نسبت بیٹیاں والدین کا زیادہ خیال رکھتی ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا آ گیا تو اس نے اس کو چوما اور گود میں بٹھایا اور پھر اس کی لڑکی آ گئی اس نے اس کو ایک طرف کر دیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ تم نے بڑی ناانصافی کی، بوسہ لینے میں بھی

اولاد کے درمیان عدل ضروری ہے (تحفۃ الودود ص ۱۶۶)

نبی علیہ السلام کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے زندگی کے ہر معاملے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ خادم رسول حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا اور آپ نے کبھی مجھے اف تک نہ کہا۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ملازم یا بچوں کی ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اس کا بچے کی تربیت پر برا اثر پڑے گا۔ بچوں کے ساتھ نرم خوئی اور شفقت سے پیش آنا چاہئے۔ ایک بار اقرع ؓ بن حابس نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن ؓ کا بوسہ لے رہے ہیں تو وہ کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: **من لا یرحم لا یرحم** جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا (تحفۃ الاودو لابن قیم ۱۶۲)

لڑکیوں کی تربیت کے متعلق نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے اور ان کو اچھی تہذیب و ادب سے آراستہ کرے، ان کے ساتھ رحم کا سلوک کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی خدمات سے (تعلیم اور شادی وغیرہ کے بعد) بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دے گا۔ یہ ارشاد سن کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں تو ان کی پرورش اور خدمت کا کیا صلہ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر دو ہیں تو ان کی پرورش اور صالح تربیت کی بھی یہی فضیلت ہے (مشکوٰۃ المصابیح)

بلاشبہ اولاد کی صحیح تربیت بہت بڑی سعادت ہے جو والدین کیلئے دنیا میں نیک نامی کا باعث تو ہے ہی آخرت میں بھی ان کیلئے رفع درجات کا باعث ہوگی۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ذیشان ہے کہ ......**ان الرجل لترفع درجته فی الجنه** (ابن ماجہ جلد ۳ ص ۲۰۳) بے شک آدمی کے جنت میں درجات بلند کئے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے یہ کیسے ہوا تو اس کا جواب دیا جاتا ہے **باستغفار ولدک لک** ۔ تیری اولاد کے سبب جو تیرے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

صحیح مسلم شریف میں نبی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں، تیسرا **ولد صالح یدعوله** نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔ (مسلم ۲۵۷/۴)

قرآن حکیم میں **عبادالرحمن** کی یہ دعا منقول ہے کہ:

ربنا هب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما (فرقان: ۷۴)

اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے انکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیز گار لوگوں کا پیشوا بنا۔

کسی بھی انسان کی انکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون اسی صورت میں متوقع ہے جب اس کے اہل وعیال نیک ہوں گے۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت عمدہ طریقے سے کی گئی ہو۔ اس مادہ پرستی کے دور میں جب کہ انسان مال وزر کی ہوس میں اخلاقی قدریں کھو بیٹھا ہے، اور نسل نو نے بھی ترقی کی دوڑ میں تہذیب وادب کی حدیں توڑ ڈالیں ہیں اگر والدین سکھ کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو وہ اپنی اولاد کی تربیت خالص دینی تعلیم کے تحت کریں اسی میں ان کی راحت وشادمانی کا سامان ہے۔

بقیہ: وجد بدعت ہے

لوگ یہود ونصاریٰ سے زیادہ اجتہاد اور محنت کرنے والے ہیں بلاشبہ یہ لوگ گمراہ ہیں (ایضا) ائمہ تابعین کرام میں سے تو بعض حضرات نے ان کے وجد کو تصنع اور بناوٹ سے تعبیر کیا ہے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس ذکر ہوا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ ہیں جب ان کے سامنے قران پڑھا جاتا ہے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ان میں سے ایک کو دیوار پر بٹھا کر اس پر اول تا آخر قرآن پڑھو اگر وہ وجد کی وجہ سے دیوار کے نیچے گر جائے تو سچا ہے۔ ابوعمرو فرماتے ہیں محمد بن سیرین کا موقف یہی تھا۔ کہ یہ سب کچھ تصنع اور بناوٹ ہے جس کا حق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں (تلبیس ابلیس: ۲۸۷، والاعتصام ص ۱۸۷)

امام حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک شخص اونچی اونچی رونے لگا انہوں نے فرمایا: یہ شیطان ہے جو رورہا ہے۔ (ایضا) یہ تمام آثار اور نصوص واضح کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام صوفیوں کے وجد کو اچھا خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کو تصنع اور بناوٹ پر محمول کرتے تھے (ڈرامہ سمجھتے تھے) اور ایسا کرنے والوں کی مجلس سے اجتناب کا حکم کرتے اور انہیں گمراہ سمجھتے تھے۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں وجد میں ان حضرات کا شور شرابہ کرنا اور خبط ظاہر کرنا خود ساختہ ہے۔ اور ان کے اس فعل پر شیطان ان کا معاون اور مددگار ہوتا ہے۔

نیز اگر ان کے پاس علم کی قوت ہوتی تو یہ ایسی حرکات سے باز رہتے۔ اور پھر ان کا یہ وجد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام رحمہم اللہ کے طریق کے خلاف ہے۔ (تلبیس ابلیس: ۲۹۰) یہ ہے مفتی صاحب کے وجد کی کیفیت جو اس کو تسلیم نہیں کرتا موصوف کے نزدیک اس نے معاذ اللہ خالص کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نشتر زنی اور فتویٰ بازی سے پناہ میں رکھے (آمین)